ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

مطیع الرحمن

پی–ایچ–ڈی اسکالر: اردو، ناردرن یونیورسٹی، نوشہرہ، کے پی کے

پروفیسر ڈاکٹر منور ہاشمی

نگران مقالہ: ڈین آف آرٹس اینڈ سوشل سائنسز، ناردرن یونیورسٹی، نوشہرہ، کے پی کے

سرزمین ہزارہ کا منفرد گیت نگار، قتیل شفائی

Mati Ur Rehman
Ph.D Scholar Urdu, Northern University, Nowshera, KPK
Prof. Dr. Munawar Hashmi
Supervisor: Dean of Arts & Social Sciences, Northen University, Nowshera, KPK

Sarzameen-e-Hazara Ka Munfarid Geet Nigar Qateel Shifai

Hazara is such a unique landscape of Pakistan, which majestic charms are matchless, some prolific and towering literary personalities are related to it, who upheld song writing in Urdu.such as Qateel Shifai, Bashir Haider, Kanwal, Akhtar Bekhud muradabadi etc. So, it is pertinent that such unexplored pearls should be relocated that to what extent they contributed in song writing. So it is essentially worthwhile that such efforts in poetry of songs of Hazara region should be captured through the lens of research and on modern scientific ground. Song is a representation of culture and civilization, sentiments and feelings, desires and wishes, ideas and thoughts, rites and customs of any landscape. There is no peculiar disposition of song, everything depends upon intent and mode of the poet, the way he/she composes verse line or couplet and how the poet compose and rhyme scheme, and its length. Hazara is such a unique landscape of Pakistan, whose majestic charms are matchless, so prolific and towering literary personalities are related to it, who upheld song writing in Urdu.

Key Words: *Haraza, Landscape, Pakistan, Majestic Charm, Literary.*

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

سرزمینِ ہزارہ اور قتیل شفائی:

ہزارہ قدیم قدرتی مناظر کا ایک ایسا دلفریب مرقع ہے، جسکی وادیوں اور کہساروں میں فطرت خود بخود گنگنانے لگتی ہے۔ ارض وطن کا یہ حسین خطہ دنیا بھر کے سیاحوں کا مسکن بن جاتا ہے۔ ہزارہ کی ان حسین و دلربا وادیوں میں بسنے والے کچھ شعراء اور تخلیق کاروں نے گیت کی صورت میں اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ ہزارہ کا لوک ادب خصوصاً گیت اپنے پر کیف نظاروں کے اثرات سے آمیز نظر آتے ہیں، جن پہ اردو گیت نگاری کی عمارت کھڑی ہے۔

چونکہ ہزارہ برصغیر پاک و ہند شمال مغرب کا ذرخیز اور سرسبز علاقہ ہے، اور ملک کے دیگر خطوں کے بہت سے اہل و علم و دانش کی آماجگاہ رہی ہے، یہ شعراء اور ادبا کی نہ صرف آماجگاہ رہی ہے، بلکہ شعراء اور ادبا کا اہم مرکز بھی ہے، اور یہاں اہل ذوق بکثرت موجود ہیں، جنہوں نے نہ صرف علاقائی زبان کی سرپرستی کی ہے، بلکہ اردو زبان و ادب میں اردو گیت نگاری کو بھی اعلی مقام عطا کیا ہے۔ ان شعراء اور ادبا نے نہ صرف بین الاقوامی سطح پر اپنی گیت نگاری کا لوہا منوایا ہے، بلکہ ملکی سطح پر بھی گیت نگاری کے حوالے سے بڑا مقام رکھتے ہیں۔ ان میں قتیل شفائی سرفہرست ہیں، قتیل کا اصل نام اورنگزیب ہے۔ ۱۹۱۹ء کو ہری پور میں پیدا ہوئے۔ ہری پور کی سرزمین اتنی رسیلی ہے، کہ یہاں کے باغات کے پھل بے حد شیریں اور رسیلے ہیں۔ شہر کے اطراف میں مختلف قسم کے باغات، جابجا شفاف پانیوں کے چھوٹے چھوٹے نالے، اس شہر کی ہریالی میں تازگی اور شادابی بھرتے ہوئے گزرتے ہیں۔ یہی زرخیزی شاہد مردم خیزی کی صورت میں بھی جلوہ گر ہوتی رہتی ہے۔ گذشتہ صدی میں کئی ایسے تخلیق کار یہاں پیدا ہوئے ہیں، جنہوں نے گلزار علم و ادب کو اپنے الفاظ کی کلیوں سے مہکاریں عطا کر کے دنیا ادب میں اپنی انفرادیت قائم کر دی۔ تخلیق کی اس دنیا میں قتیل شفائی کا نام سب سے نمایاں ہے۔ لگتا ہے کہ قتیل ہری پور کے پھلوں اور پھولوں کا سارا رس اپنے رگوپہ میں اتار کر جب گہوارہ ادب لاہور پہنچا، تو اس نے جی بھر کر اپنے فن میں اس رس کو بھر دیا۔ بیسویں صدی میں اتنا رسیلہ شاعر شاہد کوئی دوسرا پیدا نہیں ہوا۔

قتیل نے گیت کو توانائی اور زندگی بخشی، ۱۹۴۵ سے لے کر اب تک کے دور میں گیت ایک ایسی صنف رہی ہے، جسے بہت کم شعراء نے اپنی توجہ کے قابل سمجھا۔ لیکن قتیل نے فضا کی پیوست سے قطعی ہار نہیں مانی۔ وہ مسلسل گیت لکھتے رہے، اور آج گھر گھر میں سے جن گیتوں کی آواز آرہی ہے اور شہر گاہیں جن گیتوں سے گونج رہی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

ہیں، شہر کی گلیوں اور دیہات کی پگڈنڈیوں میں جو بول گیت کی صورت میں بولے جارہے ہیں، ان میں سے کم سے کم نصف گیت قتیل شفائی کی تخلیق ہیں۔ اور یہ گیت ایسے ہیں جو نہ صرف گانے اور سننے کی چیز ہیں، بلکہ پڑھنے اور پڑھ کر لطف اندوز ہونے کی چیز بھی ہیں، اور بڑے شاعر کی یہی پہچان ہے۔

برصغیر کے گیت نگاروں کے فن گیت نگاری کا غیر جانبدارانہ جائزہ لیا جائے، تو قتیل ادبی اور فنی معیار کے اعتبار سے اپنے پیش روؤں اور ہم عصروں سے کہیں زیادہ اونچے درجے پر فائز ہیں۔ قتیل نے کبھی اپنے فن کو معمولی درجے کی گیت نگاری پر قربان نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان اور ہندوستان کے کئی بالغ نظر نقادوں نے ان کے گیتوں کے ضمن میں ہمیشہ یہ اعتراف کیا ہے، کہ قتیل شاہد برصغیر کا پہلا گیت نگار ہے، جس کے گیتوں میں ادب کی چاشنی بدرجہء موجود ہے۔ ۱۹۴۵ء میں قتیل کے گیتوں کا پہلا مجموعہ "ہریالی" کے نام سے چھپا۔ اس مجموعے کے ہلکے پھلکے ننھے ننھے گیت ستاروں کی طرح خوبصورت اور پھولوں کی طرح نرم ونازک ہیں۔ یہ گیت خود اپنی کامیابی کی ضمانت ہیں۔ کیونکہ ان میں اردو کی پرانی شاعری کی پرکاری، جدید ادب کی بے تکلفی، شگفتی اور آنے والے وقت کی رفعت وہمہ گیری شامل ہے، اور ان کے لفظوں میں ہندوستانی سماج کا دل پوری شدت کے ساتھ دھڑکتا ہے۔

قتیل کے گیتوں کی خوبیاں دوسرے گیت نگاروں سے یکسر مختلف ہیں۔ انہیں غموں سے نبھا کرنے اور آنسوؤں کو گیتوں کی صورت میں پیش کرنے کا ہنر آتا ہے۔ قتیل اپنے گیتوں کو دلسوزی اور احساس و کرب سے متشکل کرتے ہیں، جن میں دردمندی ہے۔ قتیل گیت لکھتے وقت ایسے الفاظ کا انتخاب کرتے ہیں، جو گیت کے مزاج پر گراں نہیں گزرتے، اسی طرح تراکیب بھی ایسی لاتے ہیں، جو ہلکی پھلکی اور خوش آہنگ ہو۔ ان کے گیتوں میں رومانی کیفیت اور جذبات کی پازیبیں یوں جھلکتی ہیں، کہ ان کے گیت دلنواز اور دلنشیں ہو جاتے ہیں۔ قتیل کی گیت نگاری میں تنوع بھی ہے، اور ان کے مزاج کے البیلے رنگ مختلف لہجوں سے ہم آہنگ ہو کر مختلف زبانوں اور مختلف علاقوں کے نمائندہ بھی ہیں۔

قتیل کے گیتوں کی ایک خوبی یہ بھی ہے، کہ وہ حمد و نعت اور قومی جذبوں سے معمور دکھائی دیتے ہیں۔ اگر قتیل کی گیت نگاری کے بارے میں اختصار سے کہا جائے، تو ہمیں بیسویں صدی میں ہندوپاک میں قتیل کا ہم عصر گیت نگار نظر نہیں آتا۔ یہ فخر ادبیات پاکستان کا بھی فخر ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اعزاز بھی۔ ہزارہ جس کا قتیل باسی ہے، اس کی دستار فضیلت اور چمکتا دمکتا موتی ہے۔ جو وقت کے ساتھ ساتھ اپنی قدر و قیمت کو بڑھا رہا ہے۔

قتیل ہم سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے، مگر اپنے فنِ کمال کے حوالے سے ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ قتیل نے اپنی زندگی میں عزت و شہرت اور وہ مقام حاصل کیا، جو خوش بختوں کے حصّے میں آتا ہے۔ قتیل نے بہت سے اعزازات حاصل کئے۔ جن میں تمغہ ءحسن کارکردگی پاکستان، امیر خسرو ایوارڈ، نقوش ایوارڈ، آدم جی ایوارڈ اور اباسین آرٹ کونسل کے۔پی۔کے کے دو ایوارڈز شامل ہیں۔ آپ کے شعری مجموعے تقریباً دو درجن کے لگ بھگ ہیں۔ جنہوں نے برصغیر میں ہی نہیں پوری دنیا میں قتیل کا نام سربلند کیا۔ ان مجموعوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ ہریالی، کلیات گیت، رنگ خوشبو اور روشنی، گجر، جلترنگ، روزن، جھومر، مطربہ، چھتنار، آموختہ، گھنگرو، سمندر میں سیڑھی، پرچم، وغیرہ۔ قتیل شفائی کی گیت نگاری پر تبصرہ کرنے سے پہلے ہمارے لئے یہ جاننا ضروری ہے، کہ گیت کا مفہوم کیا ہے، گیت کتنے قسم کے ہوتے ہیں، گیتوں کو ہم کتنے حصّوں میں تقسیم کر سکتے ہیں اور گیت کیسے بنتے ہیں۔ ان مفاہیم کو سمجھنے کے بعد قتیل کی گیت نگاری سمجھنے میں بڑی آسانی ہو گی۔

گیت کا مفہوم:

''گیت ہندی زبان کا لفظ ہے اور تذکیر و تانیث کے حوالے سے یہ لفظ مذکر ہے''۔ اُردو کی مختلف ڈکشنریوں میں گیت کے معنی مختلف ملتے ہیں۔ مثلاً کسی نے اس کا مطلب راگ اور نغمہ بتایا تو کسی نے اسے سرود کہا۔ لیکن ان تمام مفاہیم کے علاوہ گیت سے دوسرے مطلب و مفاہیم بھی ملتے ہیں، مثلاً تعریف کرنا، وہ چیز جو گائی جائے۔

جامع اللغات میں گیت کو یوں بیان کیا گیا ہے:

''گیت سے مراد گانا، راگ، نغمہ، سرود، وہ چیز جو گائی جائے، تعریف کرنا وغیرہ''۔ (۱)

گیت گانے کی چیز کو کہتے ہیں، اس کا موسیقی سے گہرا تعلق ہے، اس لئے گیت میں سُر، تال کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اصطلاح میں گیت وہ صنفِ شعر ہے، جس میں ایک عورت مرد کو مخاطب کر کے اظہار محبت کرتی ہے۔ گیت میں جذبات، احساسات خصوصاً ہجر اور فراق کی کیفیت بڑے والہانہ انداز میں بیان کی جاتی ہے۔ بعض گیتوں میں محبت کا اظہار مرد کی طرف سے بھی ہوتا ہے، مگر گیت کا بنیادی مزاج یہی ہے، کہ وہ محبت میں مبتلا ایک عورت کے دل کی پکار ہے۔ اُردو گیت کی بنیاد ہندی گیت پر ہے، لہٰذا اس کی فارم اور زبان و بیان پر ہندی گیتوں کا گہرا اثر ہے۔ اُردو گیت میں بھی ہندی کے الفاظ خالص ہندوستانی تلمیحات اور مقامی موسموں، درختوں اور پھلوں وغیرہ کے نام بکثرت استعمال ہوتے ہیں۔ گیت کا لہجہ سنائی اور دھیما اور الفاظ نرم اور سبک ہوتے ہیں۔ گیت کا مجموعی مزاج

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

نسوانی اور مقامی ہے۔ گیت کی کوئی خاص ہئیت مقرر نہیں۔

گیت نہایت شخصی صنف ادب ہے۔ یہ شخصی جذبات کا آئینہ دار اور دلی کیفیات کا مظہر ہے۔ یہ گیت کار کے دلی جذبات کا براہ راست اظہار ہے۔ اگرچہ نظم، غزل، مرثیہ اور قصیدہ میں بھی شاعر کے دلی جذبات کی ترجمانی ہوتی ہے۔ لیکن غزل، نظم، مرثیہ کا بیانیہ انداز، قصیدے کی مبالغہ آمیزی گیت میں راہ نہیں پاسکتی، اس لئے گیت ان تمام اصنافِ سخن سے مختلف اور ممتاز ہو جاتا ہے۔ گیت میں گیت کار کے شخصی جذبات جگہ پاتے ہیں۔ جذبے کے شخصی ہونے سے مراد یہ ہے کہ کسی خاص حالت میں کوئی جذبہ اس طرح ابھرے، کہ گیت کار اس کو گیت کا روپ دینے پہ مجبور ہو جائے۔ یوں تو اس قسم کے شدید جذبات ہر خاص وعام کے سینے میں گاہے گاہے ہل چل مچا دیتے ہیں، لیکن اس مجبوری کو کیا کہا جائے کہ عام لوگ جو کچھ محسوس کرتے ہیں، اس کو بیان نہیں کر سکتے۔ بر خلاف اس کے کہ شاعر یا گیت کار جو کچھ محسوس کرتا ہے، اس کا اظہار کر سکتا ہے۔ اس کی حساس طبعیت اس کو ذاتی سے غیر ذاتی کی طرف لے جاتی ہے اور اس طرح وہ سماج کی واردات کو ہی اپنے دل ودماغ کی واردات کے طور پر بیان کر سکتا ہے۔

گیتوں کی اقسام:

گیت تین قسم کے ہوتے ہیں۔

۱۔ کلاسیکی گیت

۲۔ نیم کلاسیکل گیت

۳۔ عوام پسند گیت

ان کے علاوہ ایک چوتھی قسم بھی ہے جسے فلمی گیت کہا جاتا ہے۔ یہ گیت بے حد مقبول ہوتے ہیں۔ ان چار اقسام کے گیتوں میں فرق یہ ہے، کہ پہلے اور دوسرے قسم کے گیتوں کا تعلق موسیقی کے فن سے ہوتا ہے، باقی ماندہ شاعری اور موسیقی دونوں کا حسین امتزاج ہیں۔ گیتوں میں بظاہر مروجہ عروض کی کوئی پابندی نہیں ہوتی، بحر اور وزن کا قاعدہ، ردیف اور قافیہ کی پابندی لازم نہیں ہے۔ گیتوں کی اصل سُر، لے، تال اور دھن پر ہے۔ اس کی بنیادی وجہ وہ گمنام شاعر ہیں، جو یا تو ان کی پابندی جانتے نہیں تھے یا فطری قوانین کے پابند تھے۔ چونکہ دیہات کے لوگ اپنے ارد گرد جو کچھ دیکھتے تھے، اسی احساس کے مطابق گیت تخلیق ہوتے تھے۔ ایسا ادب جس کے ذریعے لوک گیت تخلیق کئے جاتے ہیں، اسے عوامی ادب کہا جاتا ہے۔ گیت میں عوام کے جذبات کی عکاسی ہوتی ہے، اس لئے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

عوام میں بہت مقبول ہوتا ہے اور عوامی ادب کہلاتا ہے۔ گیت کو ہم دو بڑے حصّوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

۱۔ عوامی ادب/لوک گیت

۲۔ لکھے ہوئے گیت /کتابی گیت

۱۔ عوامی ادب/لوک گیت:

عوامی ادب سے مراد وہ ادب ہے، جس کو عوام نے جنم دیا ہو، کوچہ و بازار میں، قریہ و دیہات میں، کھیتو ں، کھلیانوں میں یا پھر وطن کی محبت اور اپنوں سے دوری، عام طور پر اس کا بیان کرنے والا ایک شخص نہیں ہوتا، بلکہ پورا معاشرہ ہوتا ہے۔ اس کے تخلیق کار گمنام ہوتے ہیں۔ یہ ادب اتنا اہم ہے، کہ اسے ادب کی بنیاد کہا جائے، تو درست ہو گا۔ کسی بھی زبان کا ادب جتنا قدیم ہو گا، اس میں عوامی ادب کا ذخیرہ اتنا ہی زیادہ ہو گا۔ اگر ہم اُردو زبان کی بات کرتے ہیں، تو یہ کم عمر زبان ہے، اس لئے اس میں عوامی ادب کا ذخیرہ دوسری زبانوں کے مقابلے میں کم ہے۔ اُردو ادب میں عوامی ادب کی قدیم ترین مثالیں امیر خسرو سے منسوب ہیں، امیر خسرو کے گیت آج بھی زندہ و جاوید ہیں۔ مثلاً

کاہے کو بیاہی پر دیس رے، سن بابل مورے [۲]

امیر خسرو سے منسوب ایک اور گیت کی شکل ہے جسے صوفیوں کی اصطلاح میں رنگ کہا جاتا ہے۔ اس کی صورت بھی عوامی گیت کی ہے اور اس کی ابتدا اس مصرعے سے ہوتی ہے۔

"سکھی آج رنگ ہے۔" [۳]

ہولی کے رنگ کی اصطلاحوں میں صوفی کی محبوب حقیقی سے وابستگی کو ایک دوشیزہ کی سرشاری کی زبان میں ادا کیا جاتا ہے۔ مندرجہ بالا تمام گیتوں کی نوعیت عوامی ہے۔ امیر خسرو کی تخلیقات کے علاوہ ایسے لاتعداد گیت ہیں، جو پیدائش سے لے کر موت تک ہماری زندگی میں شامل ہیں، ان کا تخلیق کار کوئی معروف شخص نہیں، بلکہ معاشرہ ہے۔ ان میں سماج کے مختلف تصورات، فرد اور خاندان کے رشتے، ساس، بہو اور نند کے جھگڑے زیرِ بحث آتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ معاشرے کا ہر رنگ عوامی گیتوں میں بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً ۱۸۵۷ء کے ہنگامے کو بعض نے غدر کہا، بعض نے پہلی جنگِ آزادی قرار دیا، مگر سچ یہ ہے، کہ گاؤں گاؤں قصبے قصبے میں ایسے واقعات سے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

متاثر ہو کر عوامی گیت لکھے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ خلافت تحریک، تحریکِ آزادی کے مختلف پہلوؤں نے بھی عوامی ادب تخلیق کیا۔ آزادی کے لاتعداد گیت جو میدانوں میں، کھلیانوں میں، سڑکوں پر اور جیل خانوں میں لکھے اور گائے گئے، بعض محفوظ ہیں اور بعض ضائع ہو گئے۔

۲۔ لکھے ہوئے گیت/کتابی گیت:

لکھے ہوئے گیت دراصل بغیر لکھے ہوئے گیتوں سے ہی نکلے ہیں، اور چونکہ لکھے ہوئے گیت کتابوں میں محفوظ ہوتے ہیں، لیکن لکھے ہوئے گیتوں اور بغیر لکھے گیتوں کے موضوعات یکساں ہوتے ہیں۔ لکھے ہوئے گیتوں میں زبان پر خاص توجہ دی جاتی ہے۔ لکھے ہوئے گیت وہ گیت ہیں، جو سماج کی ترقی کے بعد وجود میں آئے۔ دراصل لکھے ہوئے گیت اس وقت کے گیت ہیں، جب زبان جذبات اور احساسات کے اظہار کا ذریعہ بنی۔ ان دونوں قسم کے گیتوں کو اس طرح سے بیان کیا جاتا ہے، کہ انسان پرانے زمانے میں جسم کی آرائش اور حسن کے لئے زیورات کا استعمال کیا کرتا تھا، اُس وقت سونا، چاندی، ہیرے تو نہیں ہوتے تھے، مگر پھولوں اور پرندوں کے خوبصورت پروں کو استعمال کیا جاتا تھا۔ اسی طرح لوک گیت بھی تھے۔ اور جب لوگوں نے ترقی کی منزلیں طے کیں، تو زیورات کی شکل بھی تبدیل ہوتی گئی اور نئی دھاتیں ایجاد ہوئیں۔ اسی طرح جب زبان الفاظ کے روپ میں بیان ہونے لگی، ادب تخلیق ہوا تو لوک گیتوں کو بھی نئی شکل ملی اور لوک گیت، لکھے ہوئے گیت بن گئے۔ لکھے ہوئے گیت میں شاعر اگرچہ موسیقی کے لیے لے اور دھنوں سے باخبر نہیں ہوتا، مگر ان سب باتوں کے باوجود گیت میں گانے کا عنصر بہت ضروری ہے۔ جس گیت میں یہ خوبی موجود نہ ہو اور باقی سارے عنصر یعنی زبان، الفاظ، داخلی انداز یہاں تک کہ ٹیپ کی تکرار تک موجود ہو، اُسے گیت نہیں کہا جائے گا، بلکہ وہ نظم کے زیادہ قریب ہو گا۔

گیت میں زبان کی چاشنی، محاوروں کا ہیر پھیر، مصنوعی جذبات و خیالات نہیں پائے جاتے، بلکہ فطرت کی سادگی، جذبات کی بے تھا گہرائی، واقعات کی صداقت، محبت کی سچائی اور اندازِ بیاں کی دل نشینی گیت میں بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے۔ گیت کا موضوع نہ تو بادشاہوں کی رنگین زندگی ہوتا ہے اور نہ ہی بین الاقوامی مسائل اور سائنس کے لئے تحقیقاتی مرحلے بلکہ ماں باپ، بہن بھائی، خاوند بیوی کی محبت، سوتن سے نفرت، وطن سے محبت، محبوب سے محبت، دیوی اور دیوتاؤں کا تذکرہ اور گاؤں کی معصوم زندگی کے مختلف پہلو ہی موضوع بنتے ہیں۔

گیت میں پورے بند کے مجموعی آہنگ کو بھی مدِ نظر رکھنا ضروری ہے، مگر ایک اچھے گیت میں اس کی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

ابتدا اس کے درمیانی وقفے، اس کے موڈ اور اس کی انتہا کا بلحاظ موسیقی خیال رکھنا ضروری ہے۔ یہ تو ایک واضح بات ہے، کہ ہر سننے والا نفسیاتی طور پر آہنگ کا انفرادی احساس رکھتا ہے، لہذا گیت کی موسیقی کے بارے میں اور اس کے جزوی اور مجموعی آہنگ کے معاملے میں اختلاف کا امکان ضرور ہو گا، مگر گیت کے کچھ رنگ ایسے ہوں گے، جو ہمہ گیر طور پر مذاق سلیم کے لئے باعث کشش ثابت ہوں گے۔ گیتوں میں تین چار چیزیں بحیثیت اصول سامنے رکھی جاسکتی ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ گیت کے درمیان جب وقفے آتے ہیں، تو وہ انتہائی آسان اور قابل گرفت ہونے چاہیے، تاکہ گاتے وقت گانے والا موسیقی کی لہر کو قائم رکھتے ہوئے بھی ان وقفوں پر دم لے سکے۔

۲۔ ہر وقفے کا انجام کچھ اس طرح سے ہو، کہ گانے والے اور سننے والے کو ایک جھٹکے اور اچانک زلزلے کی کیفیت محسوس نہ ہو، بلکہ وقفہ اپنے رکاؤ کے باوجود آنے والے ٹکڑوں کے مجموعی آہنگ میں محدود ہو، ورنہ گیت کا ایک ٹکڑا دوسرے سے منقطع معلوم ہو گا۔

۳۔ تیسری بات جو گانے والے کو مدِ نظر رکھنی چاہیے، وہ یہ ہے، کہ گیت کے مختلف بندوں یا مختلف ٹکڑوں میں مصرعوں کا طول جدید نظموں کے برعکس کچھ اس طرح متوازن اور یکساں سا ہونا چاہیے، جس سے سارا گیت موسیقی کے صوت کے اعتبار سے بھرپور نغمہ بن کر باہر نکلے۔ اگر پانچ یا چھ مصرعوں میں سے مثال کے طور پر دو مصرعے ایک لفظ پر ہی مشتمل ہوں، تو یہ ایک لفظ مجموعی آہنگ کے صوتی وزن کو برداشت کرنے کے قابل نہیں رہے گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ گیت کے بندوں میں مصرعوں کا طول تقریباً یکساں اور متوازی ہونا چاہیے۔

۴۔ گیت میں قافیہ بندی کا اصول ضروری ہے۔ گیت میں قافیہ بندی سے مراد غزل کی سی قافیہ بندی نہیں۔ گیت کی نظم بندی میں قوافی درمیان میں بھی آسکتے ہیں۔

اچھے گیت لکھنے والا اس بات کا خاص خیال رکھتا ہے، کہ گیت کی مجموعی قافیہ بندی، گیت کے مجموعی آہنگ کو نقصان پہنچانے کے بجائے اس کے لئے مدد و معاون ثابت ہو۔ ایک اچھا گیت لکھنے والا اس معاملے میں کوئی ایک اصول مقرر کر لے، تاکہ بند کا پہلا مصرعہ آخری مصرعے سے ہم قافیہ اور باقی مصرعے ان سے الگ آپس میں ہم قافیہ ہوں۔ اس سے دو مختلف آوازوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا ہو سکتی ہے۔ یہ گیت کا بڑا مشکل مرحلہ ہے، کہ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

اس کے مصرعوں کی قافیہ بندی کس طرح کی جائے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ گیت کا اُٹھان خواہ Melody کے اُصول پر ہو یا Harmony کے اُصول پر، مگر صوتی تکمیل اور موسیقیت کے مجموعی تاثر میں فرق نہ آئے۔

گیت کیسے بنتے ہیں:

جب محبت کرنے والے کے دھیان میں ہلچل برپا ہوتی ہے، اسے اپنے ارد گرد مایوسی نظر آتی ہے، اس کی آنکھیں کچھ دیکھ نہیں سکتیں اور کان کچھ سن نہیں سکتے اور دل گھبرانے لگتا ہے، مثلاً ماں کہتی ہے، میرا بچہ، بہن کہتی ہے میرا بھائی، بیوی کہتی میرا خاوند، عاشق کہتا میری معشوق، حُبِّ وطن میں جب کوئی دل تڑپتا ہے، اور اُس کے دل سے بے ساختہ الفاظ نکلتے ہیں۔ چشموں، کھیتوں، ندی نالوں کا ترنم ہو یا کسی جدائی کا کوئی روپ، یہ سب جذبات الفاظ کے روپ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ سارے الفاظ کیا ہیں، گیت ہی تو ہیں۔

میراجی کے لفظوں میں گیت کی ریت یہ ہے:

"سب سے پہلے آواز بنی، اور آواز کے اُتار چڑھاؤ سے سُر بنے۔ سروں کے سنجوگ سے بول نے جنم لیا اور پھر راگ ڈوری میں بندھ کر بول گیت بن گئے۔"(۴)

گیت وہ صنف ہے، کہ جس کو ہر زمانے اور ہر تہوار پر گایا گیا، مگر گیت نے جو فروغ پایا ہے، وہ تھیٹر سے پایا اور اسی طرح پھر گیت نے فلم کی راہ لی اور فلمی گیتوں نے بہت ترقی کی یہاں تک کہ مشرقی روایات کے ساتھ ساتھ مغربی روایات بھی اس میں داخل ہوئیں۔

قتیل شفائی، اور کچھ دیگر گیت نگاروں نے دھنوں کی عدم موجودگی میں بھی فلمی گیت لکھے، اور اسی طرح خورشید انور، نوشاد وغیرہ نے دھنیں پہلے تیار کر کے شعراء سے گیتوں کے بول لکھوائے۔

مثلاً قتیل شفائی کا یہ گیت:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

چاند ہنسے، دنیا بسے، روئے میرا پیار
(رے)
درد بھرے دل کے مرے ٹوٹ گئے تار
بچپن کی یاد لیے، ہونٹوں پہ فریاد لئے
روتی ہوئی جاؤں کہاں میں دل برباد لئے
تو ہے کہاں، تیرے بناں، چین ہے دشوار
چاند ہنسے۔۔۔۔(۵)

اس گیت میں استھائی یا بول دو مصرعوں پر مشتمل ہے اور انترا تین مصرعوں پر مشتمل ہے، گیت نگار قتیل شفائی ہیں اور آواز کا جادو نور جہاں نے جگایا ہے اور موسیقی کا خوب صورت رنگ خورشید انور نے دیا ہے اور یہ گیت فلم انتظار میں فلمایا گیا ہے۔ گیت کا کمال یہ بھی ہے کہ اس میں مندرجہ ذیل خوبیاں پائی جاتی ہیں یہ کسی اور صنف میں نہیں پائی جاتیں۔

(۱) پیار، محبت اور عشق و عاشقی
(۲) میٹھے سُر اور دھیمی لے۔
(۳) کلاسیکی موسیقی میں قافیے اور پلٹے۔
(۴) سوز و گداز میں ڈوبے، اُداس کر دینے والے الفاظ

مندرجہ بالا خوبیاں ایسی ہیں، کہ یہ صرف گیتوں میں ہی پائی جاتی ہے، مگر افسوس کی بات یہ ہے، کہ ان خصوصیات کے حامل گیتوں کو غزل سمجھا جاتا ہے، میرا مضمون لکھنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے، کہ بعض دفعہ لاعلمی کی وجہ سے غزل نما گیتوں کو غزل سمجھا جاتا ہے اس کی وضاحت ضروری ہے۔ مثلاً

ترک الفت کا صلہ پا بھی لیا ہے، میں نے
اب تو آجا کہ تجھے یاد کیا ہے، میں نے
اُسکی جدائی کبھی آئی نہ راس مجھے
اپنے ہاتھوں سے کوئی زہر، پیا ہے میں نے
تیری الفت کا صلہ پا بھی لیا ہے، میں نے[۶]

مہدی حسن نے اس گیت کو اپنی سریلی آواز میں گایا، جس فلم میں یہ گیت فلمایا گیا، اُس کا نام ہے "دل میرا دھڑکن تیری" اور ماسٹر عنایت حسین نے اس گیت کی موسیقی ترتیب دی۔

مندرجہ بالا گیت میں استھائی سے مراد مطلع لیا گیا ہے، اور غزل کی ہیئت اختیار کی گئی ہے، اسی کے ساتھ ساتھ انترے میں پھر ایک مطلع کہا گیا ہے۔ اس مطلع میں وزن بھی ہے اور بحر بھی مگر اس کا ردیف اور قافیہ الگ ہے ،اور اسی طرح تیسرے مصرعے کو مطلع کے ردیف اور قافیے سے ملایا گیا ہے۔ اور بعد میں آنے والے انترے بھی اسی شکل کے پائے جاتے ہیں۔ مندرجہ بالا خوبیوں کی وجہ سے ایسے گیت، غزل نما گیت کہلاتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے، کہ یہ غزل ہے، مگر اصل میں یہ گیت ہے۔ غزل نما گیتوں میں انتروں کے مصرعے دو ہوتے ہیں، یا دو سے زیادہ، مراد یہ ہے، کہ دو یا تین مصرعے ایک ہی ردیف اور قافیے میں ہوتے ہیں اور اگلا مصرع استھائی کے ردیف اور قافیے میں ہوتا ہے۔ کیونکہ غزل نما گیت کی شکل میں لکھے گئے، گیتوں کو اکثر لوگ غزلوں میں شمار کرتے ہیں اور اُن کو اصل حقیقت کا پتہ نہیں ہوتا، اس لئے حقیقت جاننا بے حد ضروری ہے۔

قتیل شفائی منفرد گیت نگار:

قتیل شفائی ایک ایسے شاعر ہیں، کہ ان کے کلام میں نغمگی، موسیقیت، جھرنوں کا ترنم اور سلاست و روانی پائی جاتی ہے۔ گیت نگاری کے حوالے سے تقریباً نصف صدی زائد عرصے سے ان کا نام زبان زدِ عام چلا آرہا ہے۔ اُنہوں نے اپنے خونِ جگر میں ڈوبی ہوئی، گیت نگاری کے ذریعے لاکھوں دلوں کو متاثر کیا ہے۔ یہی وجہ ہے، کہ پاکستان کی گیت نگاری کی تاریخ میں ان کا نام سر فہرست لکھا جائے گا۔

قتیل شفائی کا تعلق ہزارہ کے خوبصورت ترین خطہ ہری پور سے ہے۔ ہری پور سبزہ و گل کا شہر ہے اور

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

اس شہر کے چشموں کی روانی میں خوبصورت ترنم ہے۔ لہٰذا فطرت کی فیاضی کا کثیر حصّہ قتیل شفائی کے حصّے میں آیا ہے۔ جس کی بنا پر اُن کے گیتوں میں ترنم اور نغمگی ہے۔ ہری پور شہر میں خوبصورت باغات ہیں اور شہد جیسے شیریں چشمے ہیں۔ اس شہر کے پھولوں کی مہک انسانی دل و دماغ کو معطّر کرتی ہے۔ قتیل شفائی نے ہری پور کی سرزمین پر جنم لیا اور طائرانِ فطرت کے نغموں سے کانوں کو آشنا کیا، جس کی وجہ سے وہ حسنِ فطرت کے حسین شاعر ہیں۔

سرزمینِ ہزارہ نے اُردو گیت نگاری، کو اُردو ادب کی تاریخ میں چند صفِ اوّل کے شاعر عطا کئے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہے، کہ ہزارہ کی سرزمین کا اُردو گیت نگاری کی تاریخ میں منفرد مقام ہے ، جس پر اس سرزمین کے باسی جتنا بھی ناز کریں وہ کم ہے۔ ہزارہ میں قتیل ایسی شخصیت ہیں، جو پاکستان میں بھی اُتنے ہی مقبول ہیں، جتنے بھارت میں۔ وہ پاکستان کے واحد گیت نگار ہیں، جن کے گیتوں کے البم بھارت میں بھی لوگوں کے پاس محفوظ ہیں۔

برصغیر کے گیت نگاروں کے فنِ گیت نگاری کا غیر جانبدارانہ جائزہ لیا جائے، تو قتیل ادبی اور فنی معیار سے اپنے پیش روؤں اور ہم عصروں سے کہیں اونچے درجے پر فائز ہیں۔ قتیل نے کبھی اپنے فن کو معمولی درجے کی گیت نگاری پر قربان نہیں کیا، یہی وجہ ہے، کہ پاکستان اور ہندوستان کے کئی بالغ نظر نقادوں نے اُن کے گیتوں کے ضمن میں ہمیشہ یہ اعتراف کیا، کہ قتیل شاہد برصغیر کا پہلا گیت نگار ہے، جس کے گیتوں میں ادب کی چاشنی بدرجہء اتم موجود ہے۔ ۱۹۴۷ء میں جب پاکستان بنا، تو اُنہوں نے پاکستان کی پہلی فلم "تیری یاد" کے گیت تحریر کئے، اسی طرح ۱۹۵۳ء میں بھی اُنہوں نے بہت سے گیت تحریر کئے جو زبان زدعام ہوئے۔

قتیل شفائی گیت نگاری میں اور خاص کر پاکستان کے حوالے سے واحد شاعر ہیں، جن کی حیثیت ادب میں مسلّم ہے۔ قتیل نے تقریباً ۳۰۰ سے زائد فلموں کے لئے گیت لکھے۔ ان کے گیتوں کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ اُن کے اب تک ڈیڑھ درجن شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ گیتوں کے حوالے سے قتیل کے مجموعوں کے عنوان یہ ہیں۔ ہریالی، گنگرو، جھومر، پرچم اور اُن کا کلیاتِ گیت، "رنگ"، "خوشبو" اور "روشنی" کے نام سے بھی شائع ہو چکا ہے۔ چونکہ قتیل شفائی کے گیتوں کا اوّلین مجموعہ "ہریالی" ہے۔ اس مجموعے میں گیت سرزمینِ ہزارہ پر تخلیق کئے گئے ہیں۔ قتیل نے سرزمینِ ہزارہ کے تمام حسن و جمال کو سمیٹ کر "ہریالی" کی صورت میں پیش کیا۔ "ہریالی" میں قتیل اوّل سے آخر تک قطعی طور پر بے لوث اور سادہ مزاج شاعر نظر آتے ہیں۔ اُنہوں نے عشق و محبت کے ہلکے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

پھلکے اور پوشیدہ سے پوشیدہ رنگوں کو، اس صناعی اور چابکدستی اور حسنِ خوبی سے پیش کیا ہے، جو کہ اُن کے فن کی صداقت کا زندہ ثبوت ہے۔ مثلاً اُن کا یہ گیت:

پریت لگی ہے، چندر مکھی سے
چمکیں نین خوشی سے
چاند سا مکھڑا یاد، جب آئے
چم چم چمکیں نین خوشی سے
پریت لگی ہے، چندر مکھی ہے (۷)

اس گیت میں شاعر نے گیت کی مخصوص روایت کی، پاس داری کی ہے اور گیت کے لئے ہندی الفاظ کے استعمال نے گیت میں نزاکت خیالی اور جذبات کی سادگی سے ایک ایسا ترنم اور لوچ پیدا کر دیا ہے، جو کہ گیت جیسی نازک صنفِ سخن کے لئے بہت ضروری ہے۔

قتیل نے ۱۹۹۱ء میں "ہریالی" کے آٹھویں ایڈیشن کے موقع پر ایک مختصر سا نوٹ بعنوان "پینتالیس سال بعد" اپنے ہریالی مجموعے میں شامل کیا، جس میں لکھتے ہیں۔

> "ہریالی کے گیت، میرے زمانہ نو مشقی کے گیت ہیں اور آج جب میں اُن کو غور سے دیکھتا ہوں، تو مجھے اُن کے کچے پن کا احساس ہوتا ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ خوشی بھی ہوتی ہے، کہ ان گیتوں کا بالا پن اب بھی میرے پڑھنے والوں سے پیار اور دلاور پا رہا ہے۔ اور میں سوچتا ہوں کہ اچھے خاصے شعری مجموعے بھی آٹھویں ایڈیشن تک کم کم ہی پہنچتے ہیں۔ اس لئے ہریالی کے گیتوں سے مجھے بھی پیار کرنا چاہیے۔" (۸) مثلاً اُن کا یہ گیت:

وہ مسافر! جنہیں منزل سے محبت ہی نہیں
کیا کسی راہ پہ دو گام بھی چل سکتے ہیں؟
وہ گلستان جنہیں پھولوں کی ضرورت ہی نہیں
کیا بہاروں کی اداؤں پر مچل سکتے ہیں (۹)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

قتیل کے اشعار کا مرکزی خیال صرف اتنا ہے، کہ وہ دوسرے لوگوں سے یکسر مختلف ہیں اور وہ غموں کو آنسوؤں کی صورت میں گیتوں میں پیش کرنا جانتے ہیں۔ قتیل کے گیتوں کا ایک کمال یہ بھی ہے، کہ اُن میں دل سوزی اور جدائی کا دکھ بھی ہے، مگر بلند حوصلگی کی فضا بھی ہے۔ قتیل کے گیتوں میں ہندی الفاظ کے ساتھ ساتھ فارسی الفاظ اور تراکیب، ترنم بکھیرتے نظر آتے ہیں۔ مثلاً اُن کا یہ گیت:

لیلیٰ۔ لیلیٰ۔ لیلیٰ۔ افسر خوباں لیلیٰ
دل و جاں ماخدائے رخ تاباں لیلیٰ
لیلیٰ اے حور لیلیٰ از تو شدم دور لیلیٰ
نالۂ غم می کشد، عاشق مہجور لیلیٰ
لیلیٰ۔ لیلیٰ۔ لیلیٰ۔ افسر خوباں لیلیٰ (۱۰)

مندرجہ بالا گیت میں فارسی الفاظ اور تراکیب استعمال کی گئیں ہیں، لیکن قتیل نے اپنی قدرتِ بیانی سے ان الفاظ میں موسیقیت اور خصوصّیت پیدا کر دی ہے، کہ سننے والے مشکل الفاظ و تراکیب کے باوجود لطف اٹھاتے ہیں۔

میں سو جاؤں یا مصطفیٰؐ کہتے کہتے
کھلے آنکھ صلی علیٰ کہتے کہتے
دکھا دے مجھے اپنے روضے کی جالی
نہ خالی گیا تیرے در سے سوالی
مرادیں ملیں مدعا کہتے کہتے
میں سو جاؤں یا مصطفیٰؐ کہتے کہتے (۱۱)

مندرجہ بالا گیت میں عربی الفاظ کا استعمال بھی اُن کی فنکارانہ صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے، اور عربی زبان پر دسترس کی دلیل ہے۔ یہ گیت فلم "شباب" میں پیش کیا گیا اور اس میں نعتیہ رنگ ہے۔ قتیل شفائی نے جہاں گیتوں میں نعتیہ رنگ پیش کیا، وہاں حمدِ باری تعالیٰ بھی ملتی ہے۔ مثلاً اُن کا یہ گیت:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

تیرے در پہ میں کیوں نہ سوال کروں
تو رحیم بھی ہے، تو کریم بھی ہے
میں تو پست ہوں، میں حقیر بھی ہوں
تو بلند بھی ہے، تو عظیم بھی ہے
جو میں جھیل چکا، بہت ہے سزا۔۔۔ میری توبہ میری توبہ (۱۲)

قتیل کے گیتوں میں قومی جذبہ بھرپور انداز میں پایا جاتا ہے۔ قومی جدت سے کام لیتے ہوئے مندرجہ ذیل گیت میں اُنہوں نے قومی دردمندی اور حب الوطنی کو بہترین انداز میں پیش کیا ہے۔ مثلاً ان کا یہ گیت:

قدم بڑھاؤ ساتھیو! قدم بڑھاؤ ساتھیو! قدم بڑھا ساتھیو!
سناؤ میٹھی بولیاں، بھر و خوشی سے جھولیاں
بنا کے ٹولیاں، مزے اُڑاؤ ساتھیو
قدم بڑھاؤ ساتھیو۔۔۔۔
تم وطن کے شیر ہو۔۔۔ شیر ہو دلیر ہو
تم اگر جھپٹ پڑو۔۔۔ تو آسماں بھی زیر ہو
تمہارے دم سے ہے وطن۔۔۔ یہ مرغزار یہ چمن
لرز اٹھے، دمن دمن، وہ گیت گاؤ ساتھیو گیت گاؤ
قدم بڑھاؤ ساتھیو۔۔۔۔

(۱۳)

قتیل شفائی کی گیت نگاری، کا ایک کمال یہ بھی ہے، کہ جب تک برصغیر میں گیت کی روایت زندہ ہے، قتیل کے گیتوں کو عوام و خواص سر آنکھوں پر جگہ دیں گے۔ قتیل نے انسانی دلوں کے معصوم جذبات کی نمائندگی کا حق ادا کیا ہے، اُنہوں نے صرف گیت نگاری کی روایت ہی کو قائم نہیں رکھا، بلکہ اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار

لا کر اُن میں جدت اور ندرت بھی پیدا کی ہے، جو موصوف کی شاعرانہ حیثیت کو باور کراتی ہے۔ اُردو گیت نگاری کی تاریخ اس وقت تک مکمل نہیں ہو گی، جب تک قتیل شفائی موصوف کا ذکر نہ کیا جائے۔

حوالہ جات

۱ عبدالحمید، خواجہ، جامع اللغات، جلدِ چہارم، جامع اللغات کمپنی، لاہور، س۔ن، ص ۲۳۴

۲۔ امیر خسرو، گیت، مشمولہ، اُردو گیت، مصنفہ، ڈاکٹر قیصر جہاں، سلاسار بہار امیجنگ، آفس پرنٹرز، ۵/C۷-انڈسٹریل ایریا، نئی دہلی، ۲۰۱۱ء، ص ۲۷۱

۳۔ قمر رئیس، پروفیسر، اُردو میں لوک گیت، سیمانت پرکاش، ۹۲۲، کوچہ روہیلا، تراہا بہرام، دریا گنج، نئی دہلی، ۱۹۹۰ء، ص ۲۵

۴۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، اُردو شاعری کا مزاج، سیمانت پرکاش، دہلی، ۱۹۹۱ء، ص ۱۶۸

۵۔ قتیل شفائی، گیت، مشمولہ، غزل گائیگی، تحقیق و ترتیب، انجم شیرازی، ۴۶/۲ مزنگ روڈ، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۴۰

۶۔ انجم شیرازی، گیت، مشمولہ، غزل گائیگی، تحقیق و ترتیب، انجم شیرازی، ۴۶/۲ مزنگ روڈ، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۴۹

۷۔ قتیل شفائی، کلیاتِ گیت، رنگ، خوشبو، روشنی، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۳۷۴

۸۔ قتیل شفائی، ہریالی، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۱ء، ص ۹

۹۔ قتیل شفائی، کلیاتِ گیت، رنگ، خوشبو، روشنی، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۳۱۴

۱۰۔ قتیل شفائی، دھنک، الحمد پبلی کیشنز، لاہور، مارچ ۲۰۰۴ء، ص ۳۵

۱۱۔ ایضاً، ص ۶۵

۱۲۔ ایضاً، ص ۴۴

۱۳۔ ایضاً، ص ۴۶